حضرت مولانا محمد بنوری
نائب رئیس جامعۃ العلوم الاسلامیہ کراچی

چراغِ راہِ عرفان

شیخ الحدیث مولانا عبدالحق رح نے آغاز کار میں محدث العصر مولانا علامہ محمد یوسف بنوری کو دارالعلوم حقانیہ میں صدارتِ تدریس اور پھر اہتمام کی پیش کش کر کے سلف صالحین کے مخلصانہ کردار اور تاریخ کو زندہ کر دیا

رفتم واز رفتنِ من عالمے تاریک شد
من مگر شمعم چوں رفتم بزم برہم ساختم

ذهب الذين يعاش في اكنافهم
وبقيت وحدي كالبعير الاجرب
احب الصالحين ولست منهم
لعل الله يرزقني صلاحًا

حضرت اقدس شیخ الحدیث نور اللہ مرقدہ کی زیارت اور صحبت بار بار نصیب ہوئی۔ ان کی زیارت اور صحبت میں جو چند لمحے گزرے ایسا محسوس ہوتا تھا اُس قافلے کے روح رواں ہیں جن کی ضیاء پاشیوں سے پورا عالم فیض یاب ہوا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ حقیقتاً شیخ الاسلام حضرت مدنی قدس اللہ سرہٗ سے صرف اکتساب علم ہی نہیں کیا بلکہ آپ نے حضرۃ شیخ الاسلام کی سیرت اور ان کے علم و عمل کو اپنی زندگی میں جذب کر لیا حضرت رحمہ اللہ نے اپنی پوری زندگی میں دین حقہ کی بلندی، سرفرازی کے لیے ہر میدان میں جدوجہد فرمائی اور قائدانہ کردار ادا کیا۔

وہ ایک روشن اور تابندہ باب کی حیثیت سے ہمیشہ جگمگاتا رہے گا سیاسی میدان ہو، ختم نبوت کی تحریک ہو یا شریعت کے نفاذ کی مہم اور خصوصاً جہاد افغانستان میں جس بصیرت تدبر حکمت سے آپ نے قائدانہ کردار ادا فرمایا، ان تمام مراحل کے لیے طویل صفحات درکار ہیں۔

داماں نگہ تنگ و گلِ حسنِ تو بسیار
گلچین بہار تو ز داماں گلہ دارد

ان کی صورت دیکھ کر آنے لگی ہے یاد خدا
نورِ رخ ان کا چراغ راہِ عرفان ہو گیا

جو بیچتے تھے دوائے دل وہ دکان اپنی بڑھا گئے
ایک شمع رہ گئی تھی سحر وہ بھی خاموش ہے

وہی قیامت قد بالا وہی ہے صورت وہی سراپا
لبوں کو جنبش نگہ کو لرزش کھڑے ہیں اور مسکرا رہے ہیں

ایک دفعہ حاضری کے موقع پر ناکارہ کے بغیر کسی خواہش و ارادہ کے حزب البحر کی پڑھنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ حضرت کی تواضع اس قول کا مصداق تھا من تواضع لله رفعه الله۔ ہم جیسوں کے لیے باعث تقلید اور نمونہ ہے اسی ذیل میں ایک واقعہ قرطاس پر لا کر مضمون کو ختم کرتا ہوں۔

حضرت اباجان قدس اللہ سرہٗ (محدث العصر علامہ محمد یوسف بنوریؒ) نے ایک مجلس میں ارشاد فرمایا کہ جب دارالعلوم ٹنڈو اللہ یار سے تعلق ختم کر چکا تھا تو اطراف سے خطوط آنے لگے کہ آپ ہمارے ادارہ میں تشریف لے آئیں لیکن میں سابقہ تجارب کی روشنی میں عزم مصمم کر چکا تھا کہ اپنی شرائط کے مطابق ایک تعلیمی ادارے کی بنیاد رکھوں گا اور یا بصورت دیگر حجاز مقدس ہجرت کر جاؤں گا۔

نیز مجھے اگر کسی ادارے سے تعلق قائم کرنا ہوگا تو مغربی پاکستان میں دارالعلوم حقانیہ یا مشرقی پاکستان میں سلہٹ اور فرمایا کہ حضرت مولانا عبدالحق نے جس خلوص و محبت کا اظہار فرمایا وہ اس دور میں عنقا ہے مولانا عبدالحق صاحب نے خط میں لکھا کہ دارالعلوم حقانیہ آپ کے لیے چشم براہ ہے۔ عبدالحق (مولانا) آپ کے رفیق کی حیثیت سے آپ کے ساتھ رہے گا اور یہ بھی پسند نہ ہو تو دارالعلوم کا اہتمام آپ کے سپرد کر کے چلا جاؤں گا۔

سبحان اللہ اس چشم فلک نے کیسے کیسے آفتاب و ماہتاب پیدا کیے، جن کا آپس میں تعلق محبت و اخوت کی روشن مثال ہے۔ مدینہ طیبہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے موقع پر انصار نے مؤاخات کی ایک ایسی مثال قائم کی جس کی نظیر اس عالم میں ناپید ہی نہیں ناممکن العمل بھی ہے۔ لیکن ہمارے اکابر کے تعلقات انہی واقعات کا ایک نمونہ ہیں۔

روئے گل سیر ندیدم کہ بہار آخر شد